نَوِّلِ الٰہی وَصَلِّ الٰہی دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

قرآن اور اہلِ بیت، حضرت ابوبکرؓ اور اہلِ بیت گستاخیوں کا انجام، شیعہ قرآن حفظ نہیں رکھ سکتے

حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۳۴، سائیڈ بی ۸۴-۵-۴

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

عن زید بن ارقم قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومًا بماءٍ یدعی "خُمًّا" بین مکۃ والمدینۃ [1]

ایک حدیث شریف میں حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت آتی ہے مسلم شریف میں بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ سفر راستہ میں "خم" کے مقام پر ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا بماءٍ یدعی "خُمًّا" ایک جگہ کنواں یا پانی کے چشمے تھے اس جگہ کو "خُم" کہا کرتے تھے اور "غدیرِ خُم" بھی کہا گیا "غدیر" کا

---

[1] مشکوۃ شریف ج ۲ ص ۵۶۸

مطلب ہے تالاب جو جنگل میں ہوتا ہے "حوض" کے معنی میں نہیں ہے یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان میں ہے اس خطبہ میں حمد و ثناء کے بعد آپ نے وعظ فرمایا وذَکَّرَ اور یاد دلائی آخرت کی اللہ تعالیٰ کی پھر ارشاد فرمایا الا ایھا الناس انما انا بشر یوشك ان یاتینی رسول ربی فاجیب اے لوگو! مَیں انسان ہُوں مَیں بشر ہوں، بشر بھی خیر البشر انسانوں میں سب سے اعلیٰ درجہ آپ کو حاصل ہے یعنی حضرت آدم علیہ السّلام کی اولاد میں سب سے افضل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے نبوت عطا ہوئی ہے جو کہ سب سے بڑا مقام ہوتا ہے یعنی جو فرشتوں سے بھی بڑا مقام ہے وہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دیا ہے۔

جنوں اور عورتوں میں کسی کو نبی نہیں بنایا گیا

اور انسانوں میں بھی مردوں کو چنانچہ عورتیں نبی نہیں ہوئیں اور جنات میں بھی نبی نہیں ہُوئے۔ وہ انہی انسانوں کے نبیوں کی پیروی کرتے ہیں اُن کے لیے بھی احکام انہی (نبیوں) کے ذریعے نازل ہُوئے ہیں اُن کے احکام کچھ الگ بھی ہیں وہ بھی عُلماء نے جمع کیے ہیں۔ "احکام المرجان فی احکام الجان" ایک الگ کتاب لکھی گئی ہے تو جب آپ انسان ہُوئے اولادِ آدمؑ میں ہُوئے تو اولادِ آدمؑ میں تو کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو دُنیا میں ہمیشہ رہے اُسے آخرت کی طرف توجہ کرنی ہوگی اور جانے کی تیاری کرنی ہوگی۔ یوشك ان یاتینی رسول ربی فاجیب ہو سکتا ہے یا قریب ہے کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہُوا فرشتہ آئے (اپنی وفات کی طرف اشارہ ہے) اور مَیں اس کو مان لُوں۔

انبیاء کرام کی خُصوصیت

تو انبیاء کرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ خُصوصیّت رکھی ہے کہ اُن کے پاس فرشتہ کو بھیجا جاتا ہے اور اگر وہ اُس وقت موت کو پسند نہ کرتے ہوں تو اُن کو جتنی وہ کہیں مہلت دے دی جاتی ہے مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا مُہلت طلب کرنے کا ارادہ ہی نہیں تھا فاجیب فرمایا کہ مَیں اُس کے ساتھ چلا جاؤں گا۔ مَیں اُس کی بات مان لوں گا۔ وانا تارك فیکم الثقلین مَیں تمہارے اندر دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہُوں۔

پہلی اہم چیز اللہ کی کتاب

اولھما کتاب اللہ ایک تو کتاب اللہ ہے فیه الھدٰی والنور اُس میں ہدایت ہے اُس میں نور ہے فخذو بکتاب اللہ وتمسکوا به تو کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رہو اس کو لو فحث علی کتاب اللہ ورغب فیه کتاب اللہ پر

آپ نے لوگوں کو آمادہ کیا اُبھارا اور ترغیب دلائی اور کتاب اللہ کا پڑھنا، کتاب اللہ کو یاد کرنا حفظ کرنا، کتاب اللہ کے معانی کا جاننا جسے تفسیر کہا جاتا ہے اس میں بہت سارے علوم آتے ہیں۔ ان کو سمجھنا اور جاننا یہ سب کتاب اللہ کے جاننے ہی میں داخل ہیں اور سب پر عمل کرنے کی ترغیب دی۔

دوسری اہم چیز اہلِ بیت

ثم قال و اھل بیتی پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اہلِ بیت اور اذکرکم اللہ فی اھل بیتی میں تمہیں خدا کو یاد دلاتا ہوں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں کہ تم خدا کا خوف کھاتے رہنا۔ اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اور دوبارہ پھر یہی فرمایا اس کے علاوہ یہ بھی فرمایا کہ کتاب اللہ جو ہے وہ "حبل اللہ" ہے اللہ کی ایک رسی ہے۔ رسی ایک ایسی چیز ہے کہ اگر کوئی پانی میں ڈوب رہا ہو، رسی پکڑے تو پھر وہ اس سے نکل سکتا ہے بچ سکتا ہے اسی طرح کنویں میں گر گیا ہو رسی کے ذریعے ہی اُسے نکالا جائے گا تو اس رسی سے بہت سی ترقیاں بھی حاصل کی جاسکتی ہیں "کتاب" اللہ کی رسی ہے من اتبعہ کان علی الھدی جو قرآنِ پاک کی پیروی کرتا ہے وہ ہدایت پر ہوگا ومن ترکہ کان علی الضلالۃ اور جو اسے چھوڑ دے وہ گمراہی پر ہوگا۔ یہ ارشادات جو ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، یہ مکہ مکرمہ سے واپسی کے وقت ہوتے ہیں جب آپ حجۃ الوداع کر کے واپس تشریف لا رہے تھے تو گویا یہ وفات سے بہت قریبی دور ہوا۔ یہ تمام چیزیں وہ ہیں جو اُمت کو رخصت کرنے کے لیے ہدایت کے طور پر ہیں۔

شیعہ، اہلِ بیت اور قرآن

میں نے اس کے بارے میں بتایا تھا پچھلی دفعہ کہ قدرتی سی بات ہے کہ جو اہلِ بیت کا نام لیتے ہیں اُن میں ایسے کم ہیں جو کتاب اللہ پر قائم ہوں اہلِ بیت کے جو علمبردار ہیں اُن کی بات کرتا ہوں ویسے تو سب مسلمان اہلِ بیت سے محبت رکھتے ہیں لیکن جو علمبردار ہیں اُن میں بہت کم ایسے ہیں جو کتاب اللہ سے تمسک کرتے ہیں۔ یہ اَب خمینی نے اعلان کیا ہے کہ یہ قرآن پاک وہی قرآن پاک ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور اگر کوئی اسے نہیں مانتا تو اس پر لعنت ہے تو یہاں کراچی میں شیعہ مجتہدوں نے بھی ایسا اعلان کیا کوئی سوا سال ڈیڑھ سال ہو رہا ہے تقریباً اس سے پہلے یہ نہیں مانتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ سے جنہیں بغض ہے اُنھیں قرآن یاد نہیں ہوتا

اور اب بھی پتا نہیں کیا ہے حقیقتِ حال مگر صورتحال

واقعی ایسی ہی ہے کہ جنھوں نے اہلِ بیت کو لیا ہے کتاب اللہ کو چھوڑا ہُوا ہے وہ کہتے ہیں وہ کتاب اللہ ہی نہیں نہ وہ یاد کرتے ہیں نہ وہ حافظ ہوتے ہیں نہ اُنھیں حفظ ہوتا ہے یہ قدرتی بات ہے جن لوگوں کے دلوں میں حضرت ابوبکر، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے بُعد ہے اُنھیں قرآن پاک یاد نہیں ہوتا اور یہی حضرات ہیں جنھوں نے قرآن کو جمع کیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ دونوں کی رائے تھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دَور میں قرآن پاک جمع کرنا شروع کر دیا گیا تھا وہ جمع ہُوا پھر رکھا رہا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے نسخے تیار کروائے کئی نقلیں کروائیں اور نقلیں کرواکر آگے بھیج دیا کہ آگے اُن کی نقلیں چلیں گی۔ وہی آج تک چلا آرہا ہے اور اس میں اُنھوں نے (حضرت عثمانؓ نے) بالکل کوئی تبدیلی نہیں کی۔ ایک آیت کے بارے میں آتا ہے کہ یہاں یہ آیت فلاں آیت سے منسوخ ہو چکی ہے تو اُسے لکھا ہی کیوں جاتا ہے تو اُنھوں نے (حضرت عثمانؓ نے) جواب دیا کہ نہیں مَیں تو کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا جس طرح ہے رہنے دو[1] تو کتاب اللہ ان حضرات نے جمع کی ہے تو ان حضرات سے اگر کوئی بُغض رکھتا ہے تو علمِ دین ایک ایسی چیز ہے کہ

اُستاد کا احترام اور دل صاف ہو تو فیض ہوتا ہے

جس کا فیض ہی جب چلتا ہے کہ جب دل صاف ہو اور عقیدت اور محبت ہو اور اگر اُستاد سے عقیدت اور محبت نہ ہو تو فیض آگے نہیں چلتا چاہے کتنا ہی آدمی قابل کیوں نہ ہو اور ایسی مثالیں موجود ہیں بڑے بڑے قابل لوگ یُوں ہی بے فیض ہو کر رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ بڑی زبردست استعداد اُن میں ہوتی ہے اس کے باوجود ایسے ہو جاتے ہیں کہ کوئی اُنھیں جانتا ہی نہیں۔ اُن کا پتہ پُوچھنا پڑتا ہے اور پتہ پُوچھنے پر بھی پتا نہیں چلتا کہ وہ لوگ کہاں گئے۔

اساتذہ کی گستاخیوں کا انجام

مَیں خود بہت دنوں سے دو تین آدمیوں کا پتہ پُوچھ رہا ہوں۔ وہ وہاں (دیوبند میں) پڑھتے رہے ہیں مگر اُستادوں کی گُستاخیاں کیا کرتے تھے اُن کی شہرت سُنی ہے اَب اُن کا پتا ہی نہیں چلتا کہ وہ کہاں ہیں ایک عرصہ ہوگیا جب کوئی موقع ملتا ہے تو مَیں اُن کے بارے میں لوگوں سے ضرور پُوچھتا ہُوں مگر لاپتہ ہیں کبھی کسی سے سُن لیا کہ فلاں جگہ ہیں پھر پتا نہیں

---

[1] بخاری شریف ج ۲ ص ۶۵۰

چلا آج تک ، تو اس علم دین میں واقعی ایسا سلسلہ ہے اور بیّن ہے نظر آتا ہے۔ خدا پناہ میں رکھے یہ کوئی تجربہ کرنے کی بھی چیز نہیں ہے۔ بس جن لوگوں کے ساتھ ایسا ہُوا ہے اُن سے سبق لینا چاہیے عبرت حاصل کرنی چاہیے تو یہ (شیعہ) لوگ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دُشمنی رکھتے ہیں ان لوگوں کو قرآنِ پاک یاد نہیں ہوتا۔ یہ اعجاز ہے قرآن پاک کا اور کرامت ہے ان حضرات کی کہ اِن سے جس کے دل میں نفرت ہے اُسے قرآن یاد نہیں ہوتا ایک جگہ ایسے ہُوا کہ لکھنؤ میں کہیں مناظرہ ہورہا تھا اُس میں ان شیعوں سے یہی کہا اُنھوں نے کہا اس کو یاد ہے قرآن پاک لیکن یہ ویسے (عام حافظوں کی طرح) نہیں سُنا سکتا بلکہ اس طرح سُنا سکتا ہے کہ یاد کرتا جائے سُناتا جائے ایک ایک پارہ کرکے سُنا دے گا تراویح میں یا ویسے ہی سُنا دے گا تو حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد سے اس بات کا تذکرہ ہوگیا تو اُنھوں نے اُنھیں جواب لکھا کہ اگر تم اس کا ایسا بھی تجربہ کرلیتے تو بھی اُسے یاد نہ ہوتا اُس میں بھی وہ ناکام ہوگیا ہوتا فیل ہوگیا ہوتا تو یہ قدرتی بات ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو جوڑ دیا ہے اور دونوں کو بتلایا ہے کہ قیامت تک رہیں گے اور چلیں گے بھی اور دونوں کو جمع رکھا ہے تو دونوں کو جمع کرنے والے تو اہلِ سُنّت ہیں۔

اہلِ بیت کے متعلق حضرت ابوبکر رضؓ کا عقیدہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ فرمایا کہ ارقبوا محمدا فی اھل بیتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کی خوشنودی اُن کے گھر والوں میں تلاش کرو۔ یہ روایت بُخاری شریف میں بھی[1] ہے اور جگہوں پہ بھی ہے یعنی اُن کے گھر والوں کی خوشنودی حاصل کرکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آئیں تھیں اور اُنھوں نے کہا تھا کہ اس طرح سے ہمیں جائیداد میں حصہ ملنا چاہیے وہ نہیں دیا تھا اُن کو تو اُنھوں نے کہا تھا کہ جائیداد جو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ میراث نہیں بن سکتی وہ ترکہ نہیں بن سکتی کسی کا تو اس پہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ وہ خفا ہوئیں اور پھر اُنھوں نے بات نہیں کی[2] بات نہیں کی کا مطلب یہ ہے کہ

---

[1] بخاری شریف ج ۱ ص ۵۲۶ و ج ۱ ص ۵۳۰

[2] البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۸۵ مگر بالآخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے راضی کرنے پر وہ اُن سے راضی ہوگئی تھیں۔ البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۸۹ مرتب

اس مسئلے میں بات نہیں کی۔

صحابہ کرام اور دیگر اہلِ بیت کی رائے بھی وہی تھی جو حضرت صدیق اکبر رضؓ کی تھی

جبکہ صحابہ کرام رضؓ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور حضرت علی رضؓ یہ حضرات بھی اسی کے قائل تھے حتیٰ کہ پھر ان کے ذہن میں بھی یہ بات آگئی کہ یہ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام سمجھے ہیں یہ صحیح ہے چنانچہ جب حضرت علی رضؓ کا اپنا دَورِ خلافت آیا تو اس زمانے میں بھی میراث نہیں جاری کی۔ میراث میں سے کم از کم اپنا حصّہ تو وصول کر سکتے تھے اور میراث حضرت فاطمہ رضؓ کی ہوکر بھی اُن کے پاس آتی اور حضرت عباس رضؓ کی بھی اُن کی اولاد کو دے دیتے لیکن اُنھوں نے ایسا نہیں کیا اسی طرح رکھا جیسے خلفاء ثلاثہ نے ان تمام چیزوں کو رکھا تھا بس اُن کی آمدنی گھر والوں پر صرف ہوتی تھی۔ یہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں کرتے تھے بس وہ ہوگا، چنانچہ باغات کی آمدنی یا جائیداد کی آمدنی جو تھی اُسی طرح خرچ کرتے رہے اور یہ فرماتے تھے کہ ان لوگوں (اہلِ بیت کی) کی خوشنودی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہے۔ اُس کے لیے وہ جو کچھ کر سکتے تھے وہ کرتے تھے اُس میں کبھی کمی نہیں کی کوتاہی نہیں کی، ہمارے نزدیک تو عقیدہ یہ ہے۔

حضرت فاطمہ رضؓ کی نمازِ جنازہ اور حضرت ابوبکر رضؓ

اس جگہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہُوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جنازے میں شرکت نہیں کی لیکن اس کے خلاف بھی روایات موجود ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی وہ آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز پڑھائی۔ ان روایات کو زیادہ معتبر کہا گیا ہے کہ یہ زیادہ قرینِ عقل بھی ہیں ورنہ یہ بات تو قرینِ عقل بھی نہیں ہے کہ اُنھیں اطلاع بھی نہ دی جائے، امیر المؤمنین بھی ہوں وہیں رہتے ہوں روز دن میں آتے ہوں زیادہ سے زیادہ رات کو گھر میں چلے جاتے ہوں ورنہ تو وہیں رہتے تھے۔ کیونکہ ہر وقت کی نمازیں پڑھانی ہوتی تھیں تو مسجد کے ایک طرف (کروٹ میں) تو وہ رہتے ہوں اور ایک کروٹ میں یہ حضرات، بیچ میں صرف مسجد ہے تو مسجد کا حال درمیان میں ہو اور اُنھیں خبر ہی نہ ہو یہ تو ویسے بھی ذرا بعید از عقل ہے ایسی چیز نہیں ہُوئی ہاں یہ ہے کہ وہ تشریف لائے اور اُن کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

(باقی صفحہ ۳۴ پر)

تمہیں یہ جنگ کا میدان ہے گویا کھیل کا میداں
کہ توپوں کی گرج سے زیست بہلانے کا وقت آیا

تمہارے بازوؤں میں جان ہے ، ایماں کی طاقت ہے
نہتے ہو کے بھی دُشمن سے بھڑ جانے کا وقت آیا

فرنگی شاطروں نے ظلمتیں بانٹی ہیں دُنیا میں
خُدا کی سرزمیں میں نُور پھیلانے کا وقت آیا

نظامِ مصطفٰی نافذ کریں گے ، کر کے دم لیں گے
نظام قیصر و کسریٰ کو ٹھکرانے کا وقت آیا

نفیسؔ اب طالباں کو نُصرت باری مُبارک ہو
جہاں میں پرچم اسلام لہرانے کا وقت آیا

○

بقیہ : درسِ حدیث

پردہ اور حضرت فاطمہ رضؓ البتہ ان کو دفن رات کو کیا گیا ہے یہ اُن کی وصیت تھی تاکہ پردہ زیادہ قائم رہے تو اہلِ سُنّت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اہلِ بیت بھی قرآن پاک بھی اور وہ صحابہ کرام رضؓ بھی جو قرآن پاک کو جمع کرنے والے ہیں اور مکمل عقیدہ ہے ورنہ آدھوں کو چھوڑنا پڑتا ہے جمع کرنے والوں کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے قرآن پاک کو بھی معاذ اللہ چھوڑنا پڑتا ہے پھر رہ کیا جاتا ہے کچھ بھی نہیں بچتا بس نام ہی نام رہ گیا ہے اہلِ بیت کا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقائد پر قائم رکھے اور آخرت میں اُن کا ساتھ نصیب ہو۔ (آمین)